نہیں پا سکتے' یہی حال مجرموں کا ہے۔ اور ان بد قسمت انسانوں کا جو اپنی فطرت اور احسن تقویم کا مقام چھوڑ کر خالق کا انکار کرتے ہیں منعم حقیقی کی نعمتوں کو فراموش کر دیتے ہیں بلکہ ان کا انکار کر کے کفر کے زمرے میں جا داخل ہوتے ہیں۔

توبہ کے ساتھ نئی زندگی کا آغاز' اللہ پر تقویٰ اور اسی کا خوف رکھنا جو سچی دانش کا تقاضا ہے' پھر اس راستے پر صبرو استقلال سے قائم ہو جانا اور اس راہ پر جہاد زندگانی کی ہر منزل میں گامزن رہنا' ہر گھڑی رب رحیم کی رحمتوں کی یاد لئے چلتے رہنا' یہی فلاح کی راہ ہے اور یہی خوشحالی' یہی کامیابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم میں اس اصول کو کمال حسن اور جامعیت کے ساتھ دو چار لفظوں میں بیان کر دیا گیا ہے:

قد افلح من تزکی ۸۷ (الاعلی) : ۱۴

ترجمہ: یقیناً وہ فلاح پا گئے جنہوں نے اپنے آپ کو پاک کر لیا۔

آیئے اور اس تاریخ ساز دن میں اپنے آپ کو پاک کرنے کے عزم میں اہل پاکستان کی قیادت کیجئے کہ ہم ظلم اور بے انصافی' بددیانتی' فرض سے بے پرواہی اور کوتاہی' قومی امانت میں خیانت' مسرسانہ شان و شوکت' اور زبانوں' صوبوں' فرقوں' جیسی نا حق بنیادوں پر مبنی منافرت کے راستے چھوڑ کر عدل و انصاف' سادگی اور سچائی' اسلامی اخوت و محبت' اتحاد' معاشرتی مساوات' اور حق کے لئے ہر مشکل میں انفرادی و اجتماعی جہاد کا وہ شعار اپنائیں جو اس ملت کی پہچان ہے جس نے اپنی عقیدتوں اور محبتوں کو فخر انسانیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کر دیا ہو اور امارت' سیاست' جھوٹی بڑائی اور سرداری' منصب اور مال کی نمائش' جور و جفا' ظلم و تشدد کے پٹے کے بجائے سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غلامی کا مرصع ہار اپنی شخصیتوں کی زینت بنا لیا ہو۔ علمائے کرام اور قائدین عوام کو نفاذ شریعت اور استحکام جمہوریت کے نعرے مبارک مگر خدارا اپنی مثال اپنے نمونے اپنی شیرینی بیان اور اپنی شعلہ مقالی کے ساتھ اہل پاکستان کو ان محمدیؐ صفات کی طرف بھی دعوت دی جائے جو اس ملت کی سچی فلاح کے لئے مضبوط بنیاد اور اقوام عالم کی صف میں پاکستانی کے لفظ کے لئے سچے احترام کی ضمانت مہیا کرتی ہے۔

اس دعا کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں کہ اللہ جل شانہ ہمیں سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کو سنوارنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست ہونے کا اعزاز حاصل ہو۔ آمین

شمائل نبوی کا ایک ارتقائی جائزہ

ڈاکٹر خالق داد ملک

اللہ عزو جل نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ذات و صفات کا مظہر اتم حقیقت و معرفت کے تمام ظاہری و باطنی کمالات کا منبع اور روحانیت کے تمام محاسن و اوصاف کا معدن بنایا اور کمال خلق کی طرح خلقت میں بھی اللہ تعالی نے کسی مخلوق کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل پیدا نہیں کیا۔

"لم یخلق الرحمن مثل محمد ابداو علمی انہ لایخلق" (۱)

(اللہ تعالی نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل پیدا نہیں کیا اور مجھے یقین کامل ہے کہ وہ کبھی پیدا نہیں فرمائے گا)

اور محمد مصطفیٰ علیہ التحیتہ و الثنا کو وہ حسن و جمال عطا فرمایا جسے دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور جس کا مشاہدہ کرکے زبان کو عالم حیرت میں یہ کہنا پڑا:

"لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ" (۲)

ایسا حسین و جمیل تو نہ ان سے قبل دیکھا گیا اور نہ ان سے بعد۔

علامہ علی القاری رحمہ اللہ الباری حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"من تمام الایمان بہ انہ لم یجتمع فی بدن آدمی من المحاسن الظاھرۃ الدالتہ علی محاسنہ الباطنہ ما اجتمع فی بدنہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم" (۳)

کسی شخص کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ بلا ریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود گرامی میں ظاہری و باطنی کمالات اس قدر خوبی کے ساتھ ودیعت کر دیئے گئے ہیں کہ ظاہری اوصاف کا جلال و کمال باطن کی عظمت و کمال کا آئینہ دار ہے۔ کسی اور مخلوق میں اس قدر ظاہری اور باطنی خوبیوں کا اجتماع ہرگز نہیں ہو سکتا۔

علامہ ابن حجر ہیتمی اپنی شرح شمائل میں قرطبی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں "وقد حکی القرطبی عن بعضھم انہ لم یظھر تمام حسنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا لما طاقت اعین الصحابۃ النظر الیہ" (۴)

قرطبی نے بعض راویوں سے نقل کیا ہے کہ سرکاردو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری محاسن اور جمال جہاں آراء پورے طور پر ظاہر نہیں ہوئے اور اگر ایسا ہو بھی جاتا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بھی یہ جرات نہ ہوتی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکتے۔

اسی ضمن میں علامہ علی القاری فرماتے ہیں:

"وقال بعض الصوفیۃ: اکثر الناس عرفوا اللہ عزوجل وماعرفوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لان حجاب البشریۃ غطی ابصارھم" (۵)

کسی صوفی کا ارشاد ہے کہ اکثرلوگوں نے اللہ تعالیٰ کو تو پہچان لیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عارفانہ نظر سے نہیں دیکھا کیونکہ ان کی اپنی بشریت کا حجاب انکی آنکھوں کو ڈھانپے ہوئے ہے۔

اس میں شک نہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس حسن و جمال کی پیکر تھی یہ قدرت نے آپ کو بے مثل و بے نظیر بنایا اور ایسے حسین و جمیل سانچے میں ڈھالا جس کی مثال ناممکن ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراپائے اقدس کو لفظی جامہ پہنا کر بیان کرنے سے قاصر ہے۔ کائنات اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ محدود ہے اور آپ کے شمائل و فضائل کمال غیر محدود ہیں اسی لئے قلم' الفاظ اور زبان حسب طاقت بشری جملہ انواع بلاغت اور قوانین فصاحت سے کام لے کر بھی حقیقت وصف کے ادراک سے عاجز رہ جاتے ہیں اور صرف صورت وصف کو پیش کر پاتے ہیں۔ عظیم صوفی شاعر ابن الفارض سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے نعتیہ شاعری کیوں نہیں کی تو ان کا جواب تھا۔

اری کل مدح فی النبی مقصرا — وان بالغ المثنی علیہ واکثرا

اذاللہ اثنی بالذی ھواھلہ — علیہ فما مقدار ما یمدح الوری (۶)

میں بار گاہ رسالت ماٰب میں ہر مدحت سرائی کو قاصر سمجھتا ہوں خواہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی تعریف و ثنا کرنے والا کتنا ہی مبالغہ کیوں نہ کرے۔ جب اللہ تعالی نے انکے شایان شان انکی مدح و ثنا کر دی ہے تو پھر مخلوق کی مدحت سرائی کیا حیثیت رکھتی ہے۔

شمائل کے لغوی مفہوم:

شمائل جمع ہے، جس کا واحد شمال اور شمیلہ آتا ہے۔ کتب نعت میں شمال کے مندرجہ ذیل معانی وارد ہوئے ہیں۔

۱۔ چھوٹی چادر جس سے بائیں جانب ڈھانپ لی جائے۔

۲۔ عادت و طبیعت کیونکہ وہ بھی چادر کی طرح انسان پر لپٹی ہوتی ہے۔

۳۔ بائیں سمت۔

۴۔ وہ ہوا جو کعبہ کی بائیں جانب سے چلتی ہے۔

قرآن مجید میں لفظ شمال تین جگہ وارد ہوا ہے اور ان سب مقامات پر شمال بمعنی "بایاں" استعمال ہوا ہے۔

۱۔ و اذا غربت تقرضهم ذات الشمال و هم فی فجوة منه (۷)

جب سورج ڈوبتا ہے تو ان سے بائیں طرف کو کترا جاتا ہے حالانکہ وہ اس غار کے کھلے میدان میں ہیں۔

۲۔ و نقلبهم ذات الیمین و ذات الشمال (۸)

اور ہم انکو دائیں اور بائیں کروٹ دلاتے ہیں

۳۔ و اصحاب الشمال ما اصحاب الشمال (۹)

اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے؟

اسی طرح لفظ شمائل دو جگہ وارد ہوا ہے اور دونوں جگہ بائیں سمت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ و عن ایمانهم و عن شمائلهم (۱۰)

اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں سمتوں سے

۲۔ او لم یروا الی ماخلق اللہ من شئی یتفیوا ظلالہ عن الیمین و الشمائل سجدا للہ و هم

داخرون (۱۱)

کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ نے بنائی ہے اس کی چھاویں دائیں اور بائیں ڈھلتی ہیں اللہ کو سجدہ کرتی ہیں اور وہ اس کے حضور عاجزی میں ہیں۔

تاج العروس میں ہے۔

والشمال : الطبع و الخلق ' جمعہ شمائل ' قال عبد یغوث الحارثی :

الّم تعلما ان الملامۃ نفعھا　　　قلیل و مالومی اخی من شمالیا

قیل للخلیقۃ شمال لکونہ مشتملا علی الانسان اشتمال الشمال علی البد ن و الشمال (بالفتح و بکسر) الریح التی تھب من قبل الحجر" (۱۲)

(شمال کا معنی عادت و خلق ہے اور اس کی جمع شمائل ہے عبد یغوث کا شعر ہے کیا تم دونوں کا معلوم نہیں کہ ملامت و سرزنش کا فائدہ کم ہے اور اپنے بھائی کو ملامت کرنا میری عادات میں سے نہیں۔

شمال کا لفظ عادت کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ وہ انسان پر یوں لپٹی ہوتی ہے جیسے بدن پر چادر اور شمال (شین کی زبر کے ساتھ اور بعض دفعہ زیر بھی آ جاتی ہے) اس ہوا کو کہتے ہیں جو حجر اسود کی جانب سے چلتی ہے۔

جوہری کے الفاظ ملاحظہ ہوں

الشمال : الریح التی تھب من ناحیۃ القطب و جمع الشمال : شمالات و شمائل ا یضا علی غیر قیاس کانھم جمعوا شما لۃ مثل حما لۃ و حمائل ' فالشمال خلاف الیمین و الجمع اشمل مثل اعنق لا نھا مئونثۃ و شمائل ایضا علی غیر قیاس ' قال اللہ ا عز. ' الیمین و الشمائل و الشمال ایضا الخلق والجمع فا لشمائل (۱۳)

"شمائل اس ہوا کو کہتے ہیں جو قطب کی جانب سے چلتی ہے اس کی جمع شمالات اور شمائل ہے اور شمائل غیر قیاسی جمع ہے گویا انہوں نے شمالۃ کی جمع بنائی جیسے حمالۃ کی جمع حمائل ہے اور شمال مقابل یمین یعنی بائیں سمت اور اس کی جمع اشمل مثل اعنق ہے کیونکہ یہ مونث ہے اور اس کی جمع شمائل بھی آتی ہے جو غیر قیاسی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے دائیں بائیں سمتوں سے اور شمال کا معنی خلق و عادت بھی ہے اور اس کی جمع شمائل ہے۔

لسان العرب میں ہے :

الشمال : الطبع و الخلق ، و الجمع شمائل و قول عبد یغوث

الم تعلما ان الملامۃ نفعها قلیل و مالومی اخی من شمالیا

یجوز ان یکون واحدا و ان یکون جمعا و قال اخر

" ھم قومی و قد انکرت منھم شمائل " ای انکرت اخلاقھم (۱۴)

شمال : عادت و خلق اسکی جمع شمائل ہے اور عبد یغوث کے شعر میں لفظ شمال بمعنی عادت و طبیعت ہے اور یہ واحد اور جمع دونوں ہو سکتا ہے کسی اور شاعر نے کہا ہے کہ اگر وہ میری قوم کے لوگ ہیں لیکن مجھے ان کے شمائل یعنی اخلاق و عادات ناپسند ہیں ابن حجر ہیتمی اشرف الوسائل الی فہم الشمائل کے مقدمہ میں لفظ شمائل پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

سمی ھذا الکتاب بالشمائل (بالیاء) جمع شمال و ھو بالکسر الطبع ، لا جمع شمائل بالفتح و الھمزۃ لانہ مرادف للمکسور الذی ھو الریح (۱۵)

اس کتاب (شمائل ترمذی) کا نام شمائل (یاء کے ساتھ ہے جو شمال (شین کی زیر کے ساتھ) کی جمع اور اسکا معنی عادت و طبیعت ہے نہ کہ شمائل (شین کی زبر اور ہمزہ کے ساتھ) کی جمع کیونکہ یہ مکسور کا مترادف ہے جس کا معنی ہوا ہے ۔

ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ کی اس لغوی تشریح سے واضح ہوتا ہے کہ شمائل کا لفظ جسے عام طور پر ہمزہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے درست نہیں بلکہ یہ "یا" کے ساتھ عادت و طبیعت کا معنی دیتا ہے دیگر ائمہ لغت نے لفظ شمائل کے تلفظ میں اس قدر باریک فرق کی نشاندہی نہیں کی البتہ علامہ ابراہیم بیجوری اپنی شرح شمائل میں ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ کی موافقت کرتے نظر آتے ہیں ۔

"ولذا سمی الکتاب بالشمایل (بالیاء) فرقابینہ و بین شمائل (بالھمز) فالا ولی جمع شمال بمعنی الطبع و السجیۃ و الثانیہ جمع شمال ضد الیمین و من جعل ماھنا بالھمز ۔ فقد غلط"(۱۶)

اسی لئے اس کتاب کا نام شمایل (یاء کے ساتھ) رکھا گیا ہے فرق کرتے ہوئے اس میں اور شمائل (ہمزہ کے ساتھ) میں ، شمایل (یاء کے ساتھ) شمال کی جمع ہے جس کا معنی فطرت و عادت ہے اور شمائل (ہمزہ کے ساتھ) اس شمال کی جمع ہے جو یمین کا مقابل ہے اور جس نے اس

کتاب کے نام کو ہمزہ کے ساتھ لکھا اس نے درست نہیں کیا۔

مذکورہ بالا تصریحات و تشریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ شمایل کا لفظ اگر "یا" کے ساتھ ہو تو اس کا معنی اخلاق و عادات ہے اور اگر ہمزہ کے ساتھ تلفظ کیا جائے تو اس کا معنی بائیں سمت ہے ۔ مگر یہ معنوی فرق صرف جمع کی صورت میں معلوم ہوتا ہے اور جب شمایل کا واحد شمال استعمال ہو تو یہ لفظ خلق و عادت اور بائیں سمت کے لئے مشترک ہے اور یوں قطعی و حتمی فرق نہ ہونے کے باعث ایک قسم کا ابہام باقی رہتا ہے ۔ البتہ دستور العلماء کی مندرجہ ذیل عبارت اس ابہام کو بھی رفع کر دیتی ہے۔

الشمائل :الخصال الحميدة و الطبائع الحسنة جميع شميلة كا لشمائم جمع شميلة و الكرائم جمع كريمة و قيل جمع شمال بالكسر و هو الخلق بالضم ' يقال: فلان كريم الشمائل ' و الخلق بالضم و سكون الثاني السجية و الطبيعة و هو مختص با لصفات الباطنة و قد ذكر في كتاب "الشمائل للتر مذی" الصفات الظاهرة ايضا" (۱۷)

شمائل کا معنی خصائل حمیدہ اور عادات حسنہ ہے۔ یہ شمیلہ کی جمع ہے جیسے شمائم شمیمہ اور کرائم کریمہ کی جمع ہے اور ایک قول کے مطابق یہ شمال (شین کی زیر کے ساتھ) کی جمع ہے اور اس کا معنی عادت خلق ہے 'کہا جاتا ہے کہ فلاں عمدہ شمائل کا مالک ہے اور خلق جس کا معنی عادت و طبیعت ہے باطنی صفات کے ساتھ مختص ہے اگرچہ شمائل ترمذی میں ظاہری صفات بھی ذکر کی گئی ہیں ۔

کشاف اصطلاحات میں لفظ شمائل کے اصطلاحی معنی یوں وارد ہوئے ہیں " الشمائل عند الصوفية هی امتزاج الجماليات و الجلاليات"(۱۸)

اہل تصوف کے نزدیک شمائل جمالیات و جلالیات کے امتزاج کو کہتے ہیں۔

شمائل کا اصطلاحی مفہوم :

اگرچہ شمائل کا لفظ قدیم اشعار اور عربی محاورات میں عام لوگوں کے استعمال ہوتا رہا ہے جیسے

"فلاں کریم الشمائل" فلاں عمدہ شمائل و عادات کا مالک ہے اور "وقد انکرت منهم شمائل" مجھے انکے شمائل اچھے نہیں لگے' لیکن اب یہ لفظ ایک اصطلاح بن چکا ہے اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی حالات اور فضائل و صفات کا بیان مراد لیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ لفظ شمائل کو مرتب و مولف کی طرف مضاف کرکے بھی یہی اصطلاحی معنی لئے جاتے ہیں مثلاً" شمائل ترمذی یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ شمائل و فضائل جو امام ترمذی نے مرتب کئے ہیں۔

علامہ قسطلانی شمائل کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" فیما فضله الله تعالی به من کمال خلقته و جمال صورته کرمه تعالی من الا خلاق الزکیته و شرفه من الا وصاف الحمیدة امرضیته و ماتدعو ضرورة حیاته الیه صلی الله علیه واله وسلم"(۱۹)

شمائل نبوی سے مراد وہ صفات ہیں جو اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کمال تخلیق اور جمال صورت و سراپا کے لحاظ سے اوروں سے زائد عطا کی ہیں اور جن اخلاق زکیہ سے نوازا اور اوصاف محمودہ سے مشرف فرمایا اور آپ کی ذاتی زندگی کے احوال اور گزر بسر کا بیان۔

علامہ قسطلانی کی مذکورہ بالا وضاحت کی روشنی میں ہم شمائل کو دو حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں:

۱۔ صفات جسمیہ

۲۔ صفات خلقیہ

صفات جسمیہ سے مراد ظاہری شکل و صورت ہے اس میں سراپا اقدس اعضاء کریمہ کے خصائص و فضائل' خوردو نوش لباس' و پوشش' گزر بسر دن بھر کے مشاغل لیل و نہار میں عبادات' دیگر ضروریات زندگی کی تکمیل اور سر اقدس سے لے کر قدم مبارک تک کے جملہ اوصاف جمیلہ شامل ہیں۔

صفات خلقیہ سے مراد باطنی احوال اور وہ صفات ہیں جن کا تعلق بصیرت سے ہوتا ہے مثلاً" خلق عظیم تواضع و انکساری حیاء' تحمل' علم و حلم اور صبر و عفو وغیرہ۔

گویا شمائل میں مولد نبوی سے لیکر وصال نبوی تک کے تمام خصائل کمال و صفات 'شرف 'آداب و اوصاف' حمیدہ ' محامد' اخلاق عادات' حسنہ صفات۔ خلقیہ و خلقیہ ذاتی ضروریات زندگی اور

احوال گزر بسر کا تذکرہ ہوتا ہے۔

بیان شمائل کی ابتداء و ارتقاء:

آغاز نبوت ہی سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی انتہائی توجہ کا محور و مرکز بن گئی تھی۔ صحابہ کرام بارگاہ نبوی کے آداب سے آگاہ ہونے کے باعث آپ کی صورت طیبہ اور سیرت مقدسہ دونوں کے دل و جان سے شیدا تھے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کی ہر ہر ادا اور ہر گوشے سے والہانہ محبت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے انکی شیفتگی و وارفتگی کو پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ کی حیات مقدسہ میں ہی فدائیان مصطفیٰ علیہ التحیۃ الثنا میں یہ طریقہ عام ہو چکا تھا کہ جب ایک صحابی دوسرے سے ملتا تو وہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دریافت کرتا، جس کے جواب میں دوسرا صحابی آپ کے حالات یا کسی تازہ فرمان کا ذکر کرتا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دنیائے فانی سے رحلت فرمانے کے بعد مرور ایام کے ساتھ ساتھ آپ کے متبعین میں اپنے پیشوائے اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ، ان کے اخلاق و عادات اور تعلیمات کے بارے میں دریافت کرنے کا جذبہ شوق افزوں تر ہوتا چلا گیا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت و سیرت مطہرہ کے بیان سے اپنی محافل کو آراستہ کرتے اور آپ کے سراپا اقدس اور شمائل و خصائص مبارکہ کے ذکر سے اپنے قلب و روح اور ایمان کی شمع فروزاں رکھتے تھے۔ تابعین رحمھم اللہ اجمعین میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال درجے کا عشق اور ذوق شوق تھا، وہ آپ کا حلیہ مبارک معلوم کرکے آپ کی ذات ستودہ صفات اور وجود اقدس کے ساتھ تعلق اور رابطہ قائم کرکے اپنے اندر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق اور محبت پیدا کرتے تھے اور اپنے قلب و دماغ پر اس کا نقش جما دیتے تھے جو نجات آخروی کا وسیلہ اور ذریعہ تھا۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ابن سعد نے روایت نقل کی ہے:

ان اباھریرۃ کان اذا رای احدا من الاعراب او احدا الم یر النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

قال : الا اءصف لکم النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ' کان شثن القدمین' ھدب العینین' ابیض الکشحین' یقبل معا" و یدبر معا" فداہ ابی و امی مارءیت مثلہ قبلہ ولا بعدہ (۲۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب کسی ایسے شخص سے ملتے جس نے محبوب خدا علیہ التحیۃ والثنا کے حسن و جمال کی جھلک نہ دیکھی ہوتی تو اسے کہتے آ میں تجھے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل و فضائل سناتا ہوں۔ آپ کے پاؤں مبارک کے تلوے پر گوشت تھے ' پلکیں لمبی لمبی تھیں، بغلیں سفید تھیں ' توجہ فرماتے تو پوری طرح اور پیٹھ پھیرتے تو پوری طرح' میرے ماں باپ آپ پر قربان میں نے آپ کی مثل نہیں دیکھا۔

مشہور تابعی حضرت سعید الجریری فرماتے ہیں :

"کنت اطوف امع ابی الطفیل بالبیت فقال : مابقی احد رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم غیری' قلت رایتہ ؟ قال نعم ' قلت کیف کان صفتہ ؟ فقال : کان ابیض ملیحا مقصدا"(۲۱)

میں صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو طفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا تو انہوں نے فرمایا' آج میرے سوا دیدار مصطفیٰ علیہ التحیہ والثنا سے مشرف ہونے والا کوئی بھی شخص روئے زمین پر موجود نہیں۔ میں نے بطور تعجب پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں ' میں نے ان سے عرض کیا مجھے بھی آپ کے شمائل سنائیں تو انہوں نے یادیں تازہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا رنگ مبارک سفید' روشن اور جاذب تھا اور آپ میانہ قد تھے۔

یوں دیگر روایات و احادیث کے ساتھ ساتھ شمائل و فضائل نبوی کے بارے میں بھی روایات کا ایک وسیع ذخیرہ وجود میں آیا جو سینہ بسینہ منتقل ہوتا رہا۔ آخر کار دوسری اور تیسری صدی ہجری میں اس سارے سرمایہ کو ضبط تحریر میں لایا گیا۔ جن روایات میں غزوات و سرایا مذکور تھے وہ فن مغازی و سیر کا موضوع قرار پائیں' جن روایات کا تعلق فقہی احکام و معاملات اور عقائد و عبادات سے تھا ان سے علم حدیث کی کتابیں تدوین کی گئیں اور جن روایات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی حالات و فضائل اور اخلاق و شمائل مذکور تھے ان سے شمائل و خصائص نبوی کا سرمایہ تیار ہوا۔

بیان شمائل نبوی میں صحابہ کا طرز عمل:

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات اقدس، آپ کے حالات اور آپ کی صورت و سیرت کو اپنے قلوب و اذہان میں اس طرح محفوظ کر لیا تھا کہ ایک طرف صحت و درستگی کا یہ انتظام و انصرام تھا کہ کسی آسمانی صحیفہ کو بھی اس طرح محفوظ نہ کیا گیا اور دوسری طرف وسعت و تفصیل کا یہ عالم کہ افعال و فرامین، صورت و سیرت، رفتار و گفتار، اخلاق و عادات، طرز زیست و معاشرت، چلنے، پھرنے، اٹھنے، بیٹھنے، سونے، جاگنے، ہنسنے، بولنے، خوردو نوش اور لباس و پوشش کی ایک ایک ادا اور حالات و واقعات کا ایک ایک حرف پوری تفصیلات کے ساتھ محفوظ کر لیا گیا۔ صحابہ کرام جب حلیہ مبارک کا ذکر فرماتے تو سننے والے کو اس بات میں کوئی شک نہ رہتا کہ ذات اقدس کو اپنی آنکھوں کے سامنے مشاہدہ کر رہا ہے مشہور صحابی حضرت ابو امامہ روایت فرماتے ہیں:

" ان رجلا من بنی عامر بن صعصعۃ جاءہ فقال لہ: صف رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فوصفہ فقال العامری فی اخر کلامہ لقد وصفتہ لی صفتہ لو کان صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی جمیع الناس لعرفتہ" (۲۲)

قبیلہ بنو عامر کا ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل و خصائص سنائیے اور آپ کے سراپا اقدس کا حلیہ بیان کیجئے۔ جب میں حلیہ مبارک بیان کر چکا تو اس شخص نے کہا کہ آپ نے حلیہ مبارک کا اس طرح نقشہ کھینچا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات کے تمام انسانوں میں بھی تشریف فرما ہوں تو میں انہیں پہچان لونگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی ایک بڑی تعداد وصافین حلیہ مبارک کے نام سے مشہور تھی۔ یہ حضرات اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن ظاہرہ اور جمال جسدی کے بیان سے اپنی محافل آراستہ رکھتے تھے۔ ان میں حضرت علی، انس بن مالک ہند ابن ابی ھالہ، جابر بن سمرہ، براء بن عازب، ابو سعید الخدری، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، ابو جحیفہ، معرض بن معیقیب، ابو الطفیل، ام المومنین عائشہ ام معبد، ام ھانی، ابو ھریرہ، عداء بن خالد، خریم بن فاتک اور حکیم

بن حزام رضی اللہ عنہم اجمعین ممتاز مقام رکھتے ہیں۔(۲۳)

ان تمام حضرات نے سر اقدس سے لیکر قدم مبارک کے جملہ اوصاف جمیلہ اس طرح ظاہر فرمائے ہیں کہ گویا تصویر کھینچ دی گئی ہے اور جنہیں پڑھ کر اور سن کر عاشقان مصطفیٰ کے سامنے آپ کی ذات گرامی چلتی پھرتی نظر آتی ہے۔

سید نا امام حسن رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت بہت چھوٹے تھے اس لئے اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک کے راویوں میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں) سے آپ کے شمائل و اوصاف کے بارے میں سوال کرتے تھے تاکہ وہ بھی آپ کے حلیہ مبارک کا نقشہ اپنی لوح قلب پر نقش کر سکیں۔

آپ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

" سالت خالی ھند بن ابی ھالتہ و انا اشتھی ان یصف لی منھا شئیا التعلق بہ" (۲۴)

میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ (جو وصاف حلیہ کے نام سے مشہور تھے) سے سوال کیا کہ مجھے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل و فضائل بیان فرمائیں تاکہ میں یہ سنکر آپ کی ذات اقدس سے تعلق قائم کر سکوں۔

علامہ علی القاری "التعلق بہ" کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"اتشبث بذلک الوصف و اجعلہ محفوظا فی خزانتہ خیالی" (۲۵) تاکہ اس حلیہ مبارک کے ذریعے میرا تعلق آپ سے پختہ ہو جائے اور میں آپ کو اپنے تصور اور ذہن و خیال میں بسا لوں

حضرت حسن کے الفاظ " وانا اشتھی ان یصف لی منھا شئیا"

(مجھے بڑا شوق تھا کہ میرے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک بیان کریں تاکہ اس کے ذریعے آپ کے حسین و جمیل تصویر کو اپنے قلب و ذہن میں نقش کر لوں) اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت مقدسہ اور آپ کی حسین و جمیل یادوں کو اپنے دل و دماغ میں ہر وقت محفوظ رکھنے کے لئے کوشاں رہتے تھے اور آپ کی اداؤں کو کبھی بھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے بلکہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ چھڑتا تو ہر صحابی کا جی چاہتا کہ اب یہ سلسلہ ختم نہ

ہونے پائے اور یہی اہل محبت کی علامت اور کمال ہے کہ وہ ذکر محبوب کے بہانے تلاش کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے یہ سوال کیا کہ " هل اتخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتما" کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگوٹھی پہنا کرتے تھے ؟ آپ نے اس آدمی کو اپنے پاس بٹھا لیا اور درج ذیل واقعہ سنایا کہ :

" ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشا کی نماز پڑھانے کے لئے دیر سے تشریف لائے' آپ نے جماعت کروائی اور اس کے بعد اپنا رخ انور ہماری طرف کرکے فرمایا باقی لوگ تو نماز پڑھ کر سو چکے لیکن تم نماز با جماعت کی انتظار میں رہے' یہ تمہارا انتظار کرنا یوں ہے جیسے تم نماز میں مشغول رہے"

یہ واقعہ سنانے کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سائل سے کہنے لگے:

" فکانی انظر الان الی و میض خاتمہ فی ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم"(۲۶)

گویا میں اب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس میں اس انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں جو اس وقت آپ نے پہنی ہوئی تھی۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اس شخص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صرف اتنا پوچھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگوٹھی پہنا کرتے تھے ؟ اس مسئلہ کا جواب واضح تھا کہ ہاں آپ نے انگوٹھی پہنی ہے۔ لیکن جب ذکر محبوب چھڑ گیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مختصر جواب پر اکتفا نہ کیا بلکہ ایک طویل واقعہ سنایا اور پھر انگوٹھی کا ذکر اس سے اپنی وابستہ یادوں کے ساتھ کیا۔

بیان شمائل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ ہر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں کا ذکر اس طرح کرتا جیسے وہ اب بھی اس روح پرور منظر اور حیات آفرین نظارے کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حجتہ الوداع کے موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر پر خوشبو لگائی' آپ جب بھی سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج مبارک کا تذکرہ فرماتیں تو کہتیں :

" کانی انظر ابی وبیض الطیب فی مفارق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم" (۲۷)

آج بھی وہ حسین منظر میری آنکھوں کے سامنے گھوم رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت احرام میں تھے اور آپ کے سر اقدس کی مانگ میں خوشبو کی چمک تھی۔

ایک مرتبہ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ دو آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کسی غرض سے حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک فرما رہے تھے انہوں نے آپ کی اس مبارک ادا کو اس طرح اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا کہ جب بھی مذکورہ معاملہ کا تذکرہ فرماتے تو ساتھ اس بات کااضافہ کرتے "کا انی النظر الی سواکہ تحت شفتیہ" گویا میں آج بھی آپ کے مبارک ہونٹوں کے نیچے مسواک دیکھ رہا ہوں۔(۲۸)

حضرت عبد بن اقرم الخزاعی فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد گرامی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اپنے والد کے ساتھ مقام عزہ پر تھا کہ ہمارے پاس سے شتر سواروں کا ایک قافلہ گزرا' جس نے راستے کی ایک جانب پڑاؤ کیا۔ میرے والد نے مجھے اس قافلہ کی طرف متوجہ کیا۔ اس کے بعد نماز کے لئے اذان و تکبیر کہی گئی ہم بھی اس قافلے کے ساتھ نماز با جماعت ادا کرنے کے لئے چلے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں ہم نے بھی شرف دیدار حاصل کیا اور آپ کے ساتھ نماز ادا کی ۔

میرے والد گرامی نے جو چند لمحات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت میں گزارے تھے ان لمحات کی حسین یادیں ان کے لوح دل و دماغ پر کچھ اسطرح نقش ہوگئیں کہ آپ کے سجدہ مبارک کی ادا کو بیان کرتے ہوئے کہتے "فکانی انظر الی عفرۃ ابطی رسول اللہ اذا سجد" (۲۹) میں آج بھی سجدہ کرتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک بغلوں کی سفیدی کو (تصور) دیکھ رہا ہوں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیصر روم کی طرف اپنا پیغام ارسال فرمانے لگے تو اس پر آپ نے مہر ثبت نہ فرمائی صحابہ نے عرض کیا " ان کتابک لا یقرا الا ان یکون مختوما" " یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا یہ نامہ گرامی بغیر مہر وہ وصول نہیں کریگا اور نہ پڑھے گا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مشورہ کو قبول فرمایا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس پر نقش کروایا اور اس نقش کے الفاظ محمد رسول اللہ تھے اس کے بعد آپ اسے پہنتے اوراس کے ساتھ خطوط پر مہر ثبت فرماتے حضرت

انس رضی اللہ عنہ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد ہمیشہ فرماتے " کانی انظر الی بیاضہ فی ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۔(۳۰) آج بھی آنحضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دست اقدس میں اس انگوٹھی کی چمک کا پر کیف منظر میری نگاہوں کے سامنے ہے۔

مذکورۃ الصدر جملہ روایات سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ جانثاران مصطفیٰ علیہ السلام و علیہم الرضوان آپ کی حسین و جمیل اداؤں کو اپنے قلب وذہن میں محفوظ کر لیتے تھے اور بار گاہ رسالت ماب کے روح پرور مناظر اور حیات آفرین مشاہدات کے تذکروں سے اپنی محافل و مجالس کو بقعہ انوار بنائے رکھتے تھے۔ چلتے پھرتے' اٹھتے بیٹھتے حسین لمحوں اور یادوں کا تذکرہ جاری رہتا اور جب بھی کسی بہانے ذکر محبوب چھڑ جاتا تو پھر یادوں کی بارات وارد ہو جاتی' کئی ساعتیں بیت جاتیں لیکن وہ ذکر جاری رہتا۔ صرف یہی نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقصد زیست ہی محبوب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دیدار کرتے رہنا تھا۔ انکی نگاہیں بارگاہ نبوی کے جانفزا نظاروں کے علاوہ کسی چیز کی مشتاق ہی نہ تھیں۔ حضرت قاسم بن محمد روایت کرتے ہیں:

" ا ن رجلا من اصحاب رسول اللہ ذھب بصرہ ' فدخل علیہ اصحابہ یعود و نہ فقال انما کنت الید ھما لا ٔ نظر بھما ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ ولہ وسلم فاما اذا قبض اللہ نیتہ فما یسر نی ان ما بھما بظبی من ظباء تبا لتہ" (۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص کی نظر چلی گئی۔ دیگر صحابہ عیادت کے لئے ان کے پاس گئے تو وہ کہنے لگے' مجھے تو صرف دیدار مصطفوی کے لئے ان آنکھوں کی ضرورت تھی۔ اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے پاس بلا لیا ہے اور ظاہری دیدار کی کوئی صورت نہیں رہی تو مجھے ان آنکھوں کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔

شمائل نبوی کا اولین ماخذ

کسی شخصیت کے متعلق معلومات کا سب سے اہم ماخذ و مصدر وہ آثار و روایات یا کتابیں ہوتی ہیں جو اس کے حین حیات تحریر کی گئی ہوں یا اس کے بعد قریب ترین عہد میں مدون و مرتب کی گئی ہوں اور جن میں زیادہ سے زیادہ معلومات اور مواد کو تحقیق و تنقیح اور علمی و تحقیقی چھان بین کے بعد جمع کیا گیا ہو۔ اس اعتبار سے شمائل نبوی کے ماخذ دو طرح کے ہیں۔

۱۔ وہ ماخذ جن کا موضوع براہ راست شمائل و فضائل نبوی کا بیان نہیں بلکہ شمائل و فضائل کا کچھ حصہ ان میں ذکر ہوا ہے اور مجموعی طور پر انہی ماخذ کے ذریعے ہی شمائل و فضائل کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہوتی ہیں یہ ماخذ حسب ذیل بنتے ہیں:

(ا) قرآن مجید

قرآن مجید ہی شمائل و سیرت نبوی کا سب سے پہلا اور سب سے زیادہ مستند اور صحیح ماخذ ہے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اپنے حبیب کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن و اخلاق حسنہ صفات حمیدہ اور شمائل و فضائل عدیدہ کا جا بجا ذکر فرمایا ہے۔ (۳۲)

(ب) کتب حدیث

کتب حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات و احکامات مواعظ و قضایا اور خطبات کے علاوہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی احوال اور شمائل و فضائل بھی بیان ہوئے ہیں چونکہ کتب حدیث کی جمع تدوین میں انتہائی تحقیق اور چھان بین سے کام لیا گیا ہے اس لئے کتب حدیث میں بیان کردہ شمائل قرآن مجید کے بعد زیادہ مستند اور زیادہ قابل اعتماد ہیں حدیث کی تمام کتابوں میں جا بجا شمائل نبوی کا ذکر آیا ہے اور محدثین کرام نے شمائل کے بیان کے لئے علیحدہ ابواب و فصول بھی مختص کئے ہیں۔

(ج) کتب سیرت و طبقات

شمائل نبوی کے ماخذ کے حوالے سے کتب سیرت کی بہت اہمیت ہے یہ وہ کتابیں جو یا تو اولین دور میں لکھی گئیں یا سیرت کی پہلی جامع کتب ہیں۔ سیرت کی ابتدائی اہم کتب مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ کتاب المغازی۔ محمد بن مسلم بن شہاب زہری متوفی ۱۲۴ھ

۲۔ کتاب المغازی۔ موسیٰ بن عقبہ متوفی ۱۴۱ھ

۳۔ سیرت النبی۔ محمد بن اسحاق متوفی ۱۵۰ھ

۴۔ کتاب المغازی۔ محمد بن عمر واقدی متوفی ۲۰۷ھ

۵۔ سیرۃ رسول اللہ۔ عبدالملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ (۳۳)

اسی طرح بعض کتابیں مشہور شخصیات کے طبقات اور گروہوں کے لحاظ سے بھی وجود میں آئیں مثلاً" صحابہ و تابعین اور حفاظ و قرآء وغیرہ ان کتابوں میں سے جن کا تعلق صحابہ کرامؓ کے طبقات سے ہے ان میں سیرت و شمائل کے متعلق بھی وافر معلومات ملتی ہیں ان کتب میں محمد ابن سعد کی کتاب "الطبقات الکبیر" مستند اور مشہور کتاب ہے۔ طبقات ابن سعد کی ابتدائی حصے میں سیرت و شمائل نبوی کا بیان ہے۔

۲۔ وہ ماخذ جن کا موضوع براہ راست شمائل نبوی ہے۔

شمائل نبوی کے متعلق سب سے پہلی جامع اور مستند کتاب امام ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی کی "الشمائل المحمدیہ" ہے اگرچہ امام ترمذی رحمہ اللہ کے عہد سے پہلے کی کتب میں بھی شمائل و فضائل اور خصائص نبوی کی روایات موجود تھیں لیکن آپ نے جس خاص انداز سے شمائل کی تین سو اٹھانوے احادیث جمع کرکے ایک مستقل کتاب مرتب کی وہ اپنی نوع میں منفرد ہے اور اس کا موضوع گذشتہ تمام تصانیف سے جدا اور الگ ہے اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی حالات و عادات اور سراپا اقدس کا بیان ہے۔ آپ نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ تمام روایات معتبر اور صحیح ہوں۔

چونکہ شمائل نبوی کے متعلق امام ترمذی رحمہ اللہ کی مرتب کردہ کتاب "الشمائل المحمدیہ" سے پہلے کسی اور کتاب کا اس انداز میں اور اس موضوع کے اعتبار سے تذکرہ نہیں ملتا لہٰذا شمائل نبوی پر سب سے پہلی کتاب یہی ہے جو مکمل انداز میں ترتیب دی گئی ہے امام ترمذی رحمہ اللہ کا امت مسلمہ پر عظیم احسان ہے کہ آپ نے سیرت نبوی کے ایک خاص اور اہم پہلو کو پیش کرکے عاشقان مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کے لئے آرام جان فراہم کیا ہے۔

شمائل ترمذی:

امام ترمذی رحمہ اللہ کا سن وفات ۲۷۹ھ ہے (۳۴) آپ کے عہد تک سیرت کی کئی کتابیں مدون ہو چکی تھیں اور آپ کے بعد بھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل و اخلاق پر کئی کتابیں لکھی گئیں مثلاً"

شمائل النبی: ابو العباس جعفر بن محمد المستغفری متوفی ۴۳۲ھ (۳۵)

شمائل بالنور الساطع الکامل : ابو الحسن علی بن محمد الفزاری متوفی ۵۵۴ ھ (۳۶)

مگر جو مقبولیت عامہ اور شہرت تامہ امام ترمذی رحمہ اللہ کی "الشمائل محمدیہ" کو حاصل ہوئی، کوئی کتاب اس درجہ کو نہ پہنچ سکی۔

علامہ عبد الرؤف مناوی شمائل ترمذی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"فان کتاب الشمائل لعالم الروایتہ و عالم الداریتہ الامام الترمذی جعل اللہ قبرہ روضتہ عرفہا اطیب من المسک الشذی، کتاب وحید فی بابہ، فرید فی ترتیبہ وا ستیعابہ، لم یا ت لہ احد متماثل و لا بمشا بہ سلک فیہ منہا جا بدیعا و رصعہ بعیون الاخبار و فنون الا ثار ترصیعا حتی عد ذلک الکتاب من المواھب و طار فی المشارق و المغارب" (۳۷)

روایت و درایت کے علامہ امام ترمذی ـــــــ اللہ تعالی انکی قبر کو گلستان بنا دے کہ جس کی خوشبو مہکتی ہوئی کستوری سے بھی عمدہ ہو۔ کی کتاب الشمائل اپنی نوع میں منفرد اور اپنی ترتیب و استیعاب کے اعتبار سے یکتا ہے۔ کوئی شخص بھی اس کی مماثل و مشابہ نہ لا سکا۔ اس کتاب میں امام موصوف نے ایک انوکھا طریق اپنایا اور اسے روایات و آثار کے سرچشموں سے اس طرح آراستہ کر دیا کہ یہ کتاب اللہ تعالی کے عطیات میں سے شمار ہونے لگی اور اس کی شہرت مشرق و مغرب میں پھیل گئی۔ علامہ علی القاری تحریر فرماتے ہیں :

"و من احسن ما صنف فی شمائلہ و اخلاقہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کتاب الترمذی المختصر الجامع فی سیرہ علی الوجہ الا تم بحیث ان مطالع ہذا الکتاب کا نہ یطالع طلعتہ ذلک الجناب فیری محاسنہ الشر یفتہ فی کل باب ولذا قیل: و الا ذن تعشق قبل العین احیانا" (۳۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و عادات شریفہ کے متعلق تالیف کی گئی کتب میں سب سے اچھی کتاب امام ترمذی رحمہ اللہ کی ہے جو مختصر اور جامع اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ میں مکمل ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا یوں محسوس کرتا ہے گویا آپ کی ذات مقدسہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے چلتی پھرتی دیکھ رہا ہے۔ آپ کی سیرت مبارکہ کا ہر گوشہ نظروں کے سامنے آجاتا ہے جبھی تو کہا گیا ہے کہ کبھی کبھی کان آنکھ سے پہلے عاشق ہو جایا کرتے ہیں۔

شمائل ترمذی کے حواشی و شروح:

شمائل ترمذی کے عربی، اردو، ترکی اور فارسی زبان میں متعدد تراجم ہوئے ہیں اور ان سب زبانوں میں بہت سے شرحیں بھی لکھی گئی ہیں۔ عربی شارحین میں چند قابل ذکر حضرات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ عفیف الدین محمد ابن السید محمد بن عبد اللہ الحسینی التبریزی متوفی ۸۵۵ھ (۳۹)

۲۔ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ (زہر الخمائل علی الشمائل (۴۰)

۳۔ محمد حنفی، مولوی، متوفی ۹۲۶ھ (۴۱)

۴۔ عصام الدین ابراہیم بن محمد الاسفرائینی الشافعی متوفی ۹۴۳ھ (۴۲)

۵۔ شہاب الدین ابن حجر الہیتمی متوفی ۹۷۵ھ (اشرف الوسائل الی فہم الشمائل

۶۔ مصلح الدین محمد بن صلاح الدین اللاری متوفی ۹۷۹ھ (۴۳)

۷۔ علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ (جمع الوسائل فی شرح الشمائل)

۸۔ عبدالرؤف المناوی متوفی ۱۰۳۱ھ (شرح الشمائل المحمدیہ

۹۔ نور الدین علی بن علی الشافعی متوفی ۱۰۸۷ھ

۱۰۔ احمد بن خیر الدین الکوز الحصاری الرومی متوفی ۱۱۲۰ھ

۱۱۔ عبد الرحمن بن احمد الدمشقی الشافعی متوفی ۱۱۴۳ھ

۱۲۔ محمد شاکر بن علی بن حسن العقاد المصری

المالکی متوفی ۱۲۰۲ھ

۱۳۔ سلیمان بن منصور عجیلی الشافعی متوفی ۱۲۰۴ھ

۱۴۔ محمد بن قاسم المغربی المعروف بالجسوس متوفی ۱۲۸۲ھ

۱۵۔ حسام الدین نقشبندی بن حسن بن محمد الرومی متوفی ۱۲۸۲ھ

۱۶۔ اسماعیل بن محمد الجراحی

۱۷۔ حسن بن عبد اللہ الحلبی

۱۸۔ سعید بن ابی سعید محمد الخادمی

۱۹۔ سلیمان بن عمر المعروف بالجمل

۲۰۔ عبد اللہ بن مجاری الشرقاری

۲۱۔ عبید اللہ الازہری الحمدونی (۴۴)

۲۲۔ ابراہیم بن محمد البیجوری (المواھب اللدنیتہ علی الشمائل المحمدیتہ مطبعہ استقامہ مصر ۱۳۵۳)

۲۳۔ احمد عبدالجواد الدومی' الاتحافات الربانیتہ مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۱ھ

۲۴۔ عزت عبید الدعاس' تعلیقات شمائل الترمذی مطبوعہ بیروت ۱۴۰۵ھ

برصغیر پاک و ہند میں شارحین شمائل:

(۱) شیخ حاجی محمد کشمیری متوفی ۱۰۰۶ھ (شرح شمائل ترمذی)

(۲) شیخ محمد عاشق حنفی بن عمر متوفی ۱۰۳۳ھ (شرح شمائل ترمذی بزبان فارسی)

(۳) سیف اللہ بخاری دہلوی بن نور اللہ (اشرف الوسائل شرح شمائل)

(۴) مفتی نور الحق دہلوی بن شیخ عبد الحق محدث دہلوی (شرح شمائل ترمذی)

(۵) شیخ فاضل گجراتی بن حامد (معین الفضائل شرح شمائل)

(۶) شیخ حکیم الدین متوفی بن فصیح الدین (در الفضائل شرح شمائل بزبان عربی

(۷) شیخ محمد فیض بلگرامی بن محمد صادق (شرح شمائل ترمذی) بزبان فارسی

(۸) سید بابا قادری حیدر آبادی (سراج النبوۃ) بزبان اردو

(۹) قاضی عبد القادر رامپوری بن محمد اکرم (حاشیہ شمائل ترمذی (۴۵)

(۱۰) مولانا کفایت اللہ مراد آبادی (بہار خلد) (۴۶)

(۱۱) جلال الدین احمد (شمائل محمدی) مطبوعہ بمبئی

(۱۲) مولانا محمد زکریا سہارنپوری (خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی مطبوعہ دہلی ۱۳۴۷ھ)

(۱۳) مولانا قاضی محمد عاقل بن شیخ محمد خاکی (۴۷)

(۱۴) مولانا سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی (انوار غوثیہ شرح الشمائل النبویتہ)
مطبوعہ ادارہ تحقیقات رضا کراچی

(۱۵) مولانا عبدالشکور لکھنوی (ترجمہ شمائل ترمذی) مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۳۸ھ

(۱۶) مولوی کرامت علی جونپوری (انوار محمد ترجمہ شمائل ترمذی) مطبوعہ میرٹھ ۱۳۶۰ھ

(۱۷) مولانا محمد صدیق ہزاروی (ترجمہ شمائل ترمذی) مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور ۱۹۸۹ء

حاصل مرام یہ ہے کہ فن شمائل کا آغاز دور نبوی میں ہوا اور یہ فن دیگر فنون و علوم کے ساتھ ساتھ نسلاً بعد نسل ترقی کرتا ہوا دور تصنیف و تدوین میں مستقل فن کی حیثیت سے متعارف ہوا کئی کتابیں وجود میں آئیں اور یہ سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے۔

بلا شبہ شمائل و خصائل نبوی کے موضوع کے متعلق تالیف کی گئی کتابیں اسلامی میراث کا شاندار حصہ ہیں یہ کتابیں قارئین کے قلوب و اذہان کا تزکیہ کرتی ہیں ان کے احساسات و جذبات کو بلندی و رفعت سے ہمکنار کرتی ہیں اور ان کے دلوں میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگزیں کر دیتی ہیں قاری جوں جوں کتب شمائل کا مطالعہ کرتا ہے توں توں محبت رسول اس کے قلب میں سرایت کرتی جاتی ہے حتی کہ اس کی رگوں میں جاری خون کے ساتھ رواں دواں ہو

جاتی ہے۔

ان کتابوں میں محبوب خدا علیہ التحیات و الثنا کے سراپائے اقدس حسن و جمال رکھ رکھاؤ اورشب و روز کی مصروفیات کا ایسا نقشہ کھینچا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک کا دلنشین نقشہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے اور تصویر کے اس عکس جمیل میں ایک بے قرار و مضطرب عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو قلب و نظر کی دنیا میں چلتا پھرتا محسوس کرتا ہے۔

آج امت مسلمہ جس اخلاقی و عملی انحطاط کا شکار ہو چکی ہے اس کا کامیاب علاج صرف اور صرف اسوہ حسنہ کی اتباع سے ہی ممکن ہے۔

" لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (۴۸) (یقیناً" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل کتابیں نسل نو کی سیرت سازی اور عملی تربیت میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں اسوہ حسنہ کے سانچے میں ڈھلی امت کی تیاری کے سلسلے میں امت کے ہر فرد پر کتب شمائل کا پابندی و باقاعدگی کے ساتھ مطالعہ کرنا لازمی ہے لیکن مطالعہ کا حق اسی وقت ادا ہو سکتا ہے جب صاحب شمائل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایک ادائے ناز کو اپنی زندگی میں سمو لیں مساوات و عدل محمدی اور نظام مصطفوی کے خواب بھی اسی وقت شرمندہ تعبیر ہو سکتے ہیں مگر صرف اتباع و متابعت سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا محبت لازمی و ضروری ہے بغیر محبت متابعت مردود ہے کیونکہ ایسی متابعت تو شاہان دنیا کا خاصہ ہے وہ صرف متابعت کے طلبگار ہوتے ہیں محبت کے نہیں لیکن یہاں خالق کون و مکان جل جلالہ صرف متابعت نہیں محبت بھی چاہتا ہے اور محبت بھی ایسی ' جس کے آگے اولاد والدین اعزہ و اقارب گھربار اور مال و منال سب کی محبتیں ہیچ نظر آئیں اللہ تعالی کے فرمان ؟ "احب الیکم من اللہ رسولہ" (۴۹)۔ میں اسی محبت کو طلب کیا گیا ہے اور ارشاد نبوی ہے "لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین"(۵۰) تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک میری ذات اسے اپنے والدین و اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

اور جب تک اس محبت میں کمال پیدا نہیں ہوتا زندگی زندگی نہیں بنتی اور محبت میں کمال تب پیدا ہو گا جب اغیار سے منہ پھیرلیا جائے گا اور صرف در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی

اختیار کی جائے جانثاران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بعید ہے کہ "یوادون من حاد اللہ و رسولہ" (۵۱) وہ ان لوگوں سے دوستی کی پینگیں بڑھائیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے عداوت رکھیں ظہوری نے کیا خوب کہا ہے۔

شدہ است سینہ ظہوری پر از محبت یار
برائے کینہ اغیار درد لم جانیست

مصادر و حواشی

۱۔ الدمیری کمال الدین حیوۃ الحیوان ، مطبوعہ ۱۳۲۶ھ ۔

۲۔ ترمذی ، ابو عیسی محمد بن عیسی، الشمائل المحمدیتہ (ص ۹) تعلیق عزت عبید، طبع اول، دارالحدیث بیروت ۱۳۸۸ھ ۔

۳۔ القاری علی بن سلطان محمد، جمع الوسائل فی شرح الشمائل ۱/۱۹ مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر ۱۳۱۸ھ ۔

۴۔ ابن حجر الہیتمی، اشرف الوسائل الی فہم الشمائل (قلمی نسخہ ورق ۲) اسی مخطوطہ کی تحقیق پر راقم الحروف کو پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری عطا کی گئی

۵۔ جمع الوسائل فی شرح الشمائل ۱/۱۹۔

۶۔ اشرف الوسائل الی فہم الشمائل (ورق ۱۰۸) ۔

۷۔ سورۃ الکھف ۱۷۔

۸۔ ایضاً ۱۸۔

۹۔ سورۃ الواقعہ ۴۱۔

۱۰۔ سورۃ الاعراف ۱۷۔

۱۱۔ سورۃ النحل ۴۸۔

۱۲۔ زبیدی، محمد مرتضیٰ، تاج العروس ۷/۳۹۶، طبع اول مصر ۱۳۰۶ھ ۔

۱۳۔ جوہری، اسماعیل بن حماد الصحاح ۲/۲۰۳، مطبعہ مصریہ ۱۳۸۲ھ ۔

۱۴۔ ابن منظور افریقی لسان العرب ۱۱/۳۶۴، دار صادر بیروت ۔

۱۵۔ اشرف الوسائل الی فہم الشمائل (ورق ۲) ۔

۱۶۔ بیجوری محمد ابراہیم المواہب اللدنیتہ علی الشمائل المحمدیہ (ص ٦) طبع اول، ۱۳۵۳ مطبعہ استقامہ ، مصر۔

۱۷۔ احمد نگری قاضی عبدالنبی دستور العلماء ۲/۲۲۳ طبع اول حیدر آباد دکن ۱۳۲۹ھ ۔

۱۸۔ تھانوی، محمد اعلی، کشاف اصطلاحات الفنون ۳/۷۸۶ مطبعہ خیاط بیروت ۔

۱۹۔ قسطلانی احمد بن محمد المواہب اللدنیتہ ۱/۲۸۰ مطبعہ دارالکتب مصر۔

۲۰۔ محمد بن سعد، الطبقات الکبری ۱/۴۱۷ دار صادر بیروت ۱۳۸۰ھ ۔

۲۱۔ ایضاً ۱/۴۱۸۔

۲۲۔ ابن عساکر، علی بن الحسن ، التاریخ الکبیر ۱/۳۲۲ مطبعہ روضۃ الشام ۱۳۲۹ھ ۔

۲۳۔ قاضی عیاض بن موسیٰ، الشفاء ۱/۸۲ تحقیق علی محمد البجاوی، دارالکتاب بیروت ۱۴۰۴ھ ۔

۲۴۔ الشمائل المحمدیۃ (ص ۱۰-۱۱)۔

۲۵۔ جمع الوسائل فی شرح الشمائل ۱/۳۳۔

۲۶۔ طبقات ابن سعد ۱/۴۲۷۔

۲۷۔ البخاری محمد بن اسماعیل الجامع الصحیح ۱/۲۰۸، مطبعہ مصطفی البابی الحلبی قاہرہ ۱۳۷۲ھ۔

۲۸۔ مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم ۲/۱۳۰ دار احیاء الکتب العربیۃ ۱۳۷۴ھ۔

۲۹۔ طبقات ابن سعد ۱/۴۲۲۔

۳۰۔ ایضاً ۱/۴۷۱۔

۳۱۔ ایضاً ۲/۳۱۳۔

۳۲۔ قرآن مجید میں شمائل نبوی کے متعلق مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو:

الشفاء۔ قاضی عیاض۔ باب اول ص ۱۵ تا ۷۶۔

دلائل النبوۃ ابو نعیم اصفہانی۔ مطبعہ المعارف نظامیہ حیدر آباد دکن ۱۳۲۰ھ، فصل اول ص ۱۰ تا ۲۱۔

۳۳۔ عسقلانی، ابن حجر، تھذیب التھذیب، طبع اول مطبعہ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن ۱۳۲۶ھ۔

۳۴۔ امام ترمذی کے تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ کیجئے:

تذکرۃ الحفاظ ۲/۱۷۸، شمس الدین ذہبی مطبعہ معارف نظامیہ ۱۳۲۶ھ وفیات الاعیان ۴/۲۷۸ ابن خلکان دار الثقافہ بیروت ۱۹۷۲ء شذرات الذہب ۲/۱۷۴، ابن العماد مکتبہ قدسی قاہرہ ۱۳۵۰ھ اللباب ۱/۱۷۴ ابن الاثیر، مکتب قدسی قاہرہ ۱۳۵۷ھ۔

۳۵۔ حاجی خلیفہ کشف الظنون (ص ۱۰۵۹) مکتبہ المثنیٰ، بغداد ۱۹۴۱م۔

۳۶۔ ضیاء الدین تذکرۃ المحدثین (ص ۳۲۱) مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۸۷ھ۔

۳۷۔ المناوی عبدالرؤف شرح الشمائل ۱/۲ مطبعہ مصطفی البابی الحلبی ۱۳۱۸ھ۔

۳۸۔ جمع الوسائل فی شرح الشمائل ۱/۲۔

۳۹۔ کشف الظنون (ص ۱۰۵۹)۔

۴۰۔ ایضاً۔

۴۱۔ تذکرۃ المحدثین (۳۲۱)۔

۴۲۔ ایضاً۔

۴۳۔ مصلح الدین لاری نے شمائل ترمذی کی دو مبسوط و مفصل شرحین بزبان عربی و فارسی لکھی ہیں فارسی نسخہ راقم الحروف کے پاس موجود ہے مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو:

نزہۃ الخواطر ۴/۳۵۴، تذکرۃ المحدثین (۳۲۱) عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ، ۳۵۰)۔

۴۴۔ ۹ تا ۲۱ تذکرۃ المحدثین (ص ۳۲۱) کشف الظنون (۱۰۵۹)۔

۴۵۔ ۱ تا ۹ الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند (ص ۱۵۴) مطبوعہ دمشق ۱۴۰۳ھ۔

۴۶۔ شہید جنگ آزادی مولانا کفایت علی کافی نے ۱۲۵۸ھ/۱۸۴۲ء میں شمائل ترمذی کا منظوم ترجمہ کیا تھا اور اس کا نام بہار خلد رکھا' اس کا پہلا ایڈیشن ۱۸۴۵ء میں کانپور سے شائع ہوا۔ دوسرا ایڈیشن ۱۸۴۷ء میں لکھنؤ سے شائع ہوا۔ تیسرا ایڈیشن ۱۸۷۱ء میں لکھنؤ ہی سے شائع ہوا پھر ایک عرصہ بعد ایک ایڈیشن ۱۹۳۵ء میں مراد آباد سے شائع ہوا۔

۴۷۔ سید محمد امیر شاہ قادری' انوار غوثیہ شرح شمائل نبویہ (ص ۳۶) مطبوعہ ادارہ تحقیقات رضا' کراچی ۱۹۸۶ء۔

۴۸۔ سورۃ الاحزاب ۲۱۔

۴۹۔ سورۃ التوبہ ۲۴۔

۵۰۔ صحیح البخاری ۱/۹ باب حب الرسول من الایمان' صحیح مسلم ۱/۳۹ کتاب الایمان۔

۵۱۔ سورۃ المجادلہ ۲۲۔